Fikr-o-Nasar (Islamabad) 14:9(1977)

رسول اکرمؐ کے مغربی سیرت نگار

شیخ عنایت اللہ

رسول اکرمؐ کی سیرت نگاری کے سلسلہ میں سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم لوگ آنحضرتؐ کی سیرت کا مطالعہ کس مقصد سے کرتے ہیں ؟ جہاں تک اہل اسلام کا تعلق ہے اس کا جواب بظاہر آسان ہے۔ قرآن پاک نے مسلمانوں سے کہا ہے :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ——— (سورہ احزاب)

یعنی اے مسلمانو ! تمہارے لئے رسول خدا کی ذات گرامی میں ایک عمدہ نمونہ ہے" آپ نے اپنے پیروؤں اور عقیدت مندوں کے سامنے کون سا نمونہ پیش کیا تھا، اس کا جواب ہمیں لامحالہ آنحضرتؐ کی سیرت مبارک میں ملتا ہے، کیونکہ سیرت النبیؐ ہی کے مطالعہ سے ہمیں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کون سے اخلاق حسنہ تھے، جن کو مسلمانوں کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے مسلمانوں نے ابتدائے اسلام ہی سے اپنے ہادیٔ برحق کے متعلق انتہائی دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور اپنے جلیل القدر آخری پیغمبر کے حالات کو اس احتیاط اور تفصیل سے ضبط کر لیا ہے، گویا اس کی زبان کے ایک ایک لفظ، اور اس کی حرکات و سکنات کی ایک ایک ادا اور اس کے رُخ زیبا کے ایک ایک خطّ و خال کو محفوظ کر لیا ہے۔ اور یہ وہ امتیاز ہے جو اور کسی بانی مذہب کو نصیب نہیں ہوا۔

تاریخ کے صفحات میں رسول اکرمؐ کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب کے بانیوں کی تصویریں دھندلی ہیں۔ مثلاً زرتشت کے متعلق آج تک اس بات کا یقینی طور پر پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کس زمانے میں اور کس ملک میں پیدا ہوا تھا ؟ کوئی اس کا مولد بلخ بتاتا ہے اور کوئی آذربائیجان۔ اس بارے میں جو کچھ کتابوں میں لکھا ہے وہ علماء کا محض قیاس و ظن ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی مختصر زندگی کے صرف آخری تین سالوں کے حالات ملتے ہیں، جو آپ نے بنی اسرائیل کی گمراہ بھیڑوں کو راہ راست پر لانے کے لئے صرف کئے تھے۔ ان کی پیدائش اور ان کے انتقال کی کیفیت

ایک راز سربستہ ہے، جس کے متعلق یہود، نصاریٰ اور اہلِ اسلام تینوں ملتوں کے مختلف نظریے اور مختلف عقائد ہیں۔

اس ضمن میں ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ نہ صرف رسول پاکؐ کے اقوال و افعال اور ان کی زندگی کے حالات اپنی تمام جزئیات کے ساتھ محفوظ ہیں بلکہ اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ آپ کے صحابہ کرامؓ میں سے تقریباً دس ہزار صحابیوں کے حالات بھی اس طور پر قلمبند کر لئے گئے ہیں، جس سے ہر ایک کا نام و نسب اور زندگی کے دیگر کوائف معلوم ہو سکتے ہیں۔ آپ کے صحابہ کرامؓ کو تاریخ اسلام میں اس لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے کہ آنحضرتؐ کے متعلق ہر قسم کی روایات ہم تک اُنہی کے ذریعہ سے پہنچی ہیں۔

رسول کریمؐ کی ذات بابرکات کے طفیل بے زبان جانوروں کے نام بھی تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہو چکے ہیں۔ مثلاً آپؐ ہجرت مدینہ کے موقع پر جس اونٹنی پر سوار تھے۔ اس کا نام ہمیں معلوم ہے۔ اسی طرح ہجرت کے دوران میں ایک عرب سردار نے آپ کی خدمت میں ایک مضبوط اونٹ پیش کیا تھا اس کا نام رداح بھی تاریخ کے دفتر میں ہمیشہ کے لئے ثبت ہو چکا ہے۔ اسی قسم کی اور بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ رسول خدا کی سیرت نگاری اہل اسلام تک محدود نہیں رہی، بلکہ غیر مذاہب کے لوگوں، خصوصاً مغرب کے عیسائی علماء نے بھی سیرت نبوی کا مطالعہ کیا ہے اور اس موضوع پر بکثرت لکھا ہے۔ چنانچہ پروفیسر مارگولیتھ نے جب آنحضرتؐ کی سوانح عمری لکھی تو اس کی ابتداء ان الفاظ سے کی تھی۔

"The Biographers of the Prophet Muhammad from a long series which is impossible to end but in which it would be honourable to find a place"

یعنی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سیرت نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ جس کو ختم کرنا ناممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا باعث شرف ہے"۔

غیر مسلموں کے لئے سیرت نبوی کا مطالعہ بیشتر اس وجہ سے ہے کہ وہ ایک ایسے جلیل القدر

پیغمبر کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ جس کی تعلیم نے اور جس کی شخصیت نے دنیا کی مذہبی، سیاسی اور تمدنی تاریخ میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا تھا۔ مزید یہ کہ بعض عیسائی علماء اور مذہبی پیشوا بزعم خویش اسلام کو عیسائیت کا سب سے بڑا حریف تصور کرتے ہیں۔ اور وہ طبعی طور پر اسلام کی قوت اور اس کی جاذبیت کے اسرار کو معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے میں یہاں اس مقالہ کو صرف مغربی سیرت نگاروں تک محدود رکھنا چاہتا ہوں۔

قدیم زمانے میں اسلام کے متعلق یورپ میں طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ بعض غلط فہمیاں ناواقفیت اور جہالت کی بناء پر تھیں۔ لیکن بہت سی غلط بیانیاں ایسی تھیں، جن کو مخالفین اسلام نے بدقسمتی سے عمداً پھیلایا تھا۔ اسلام کے ساتھ ساتھ اس کے پیغمبرؐ سے متعلق طرح طرح کی غلط باتیں مدت دراز تک مشہور رہیں۔

مغرب میں اسلام کی مخالفت کا جذبہ اس قدر شدید تھا، کہ جب مغربی علماء نے پہلے پہل اسلام اور پیغمبر اسلام پر قلم اٹھایا، تو ان کو بڑی احتیاط سے کام لینا پڑا۔ اور ان کے لئے اس بات کی وضاحت ضروری ٹھہری کہ وہ جو کچھ لکھ رہے ہیں اس سے اسلام کا پرچار مطلوب نہیں بلکہ اس کی تردید مقصود ہے۔ اور آپ کی سیرت نگاری کی یہ غرض و غایت ہے کہ رسول کریمؐ کو (نعوذ باللہ) کاذب ثابت کیا جائے۔ ان کے تعصب کا یہ حال تھا کہ اکثر پادریوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ مسلمان آنحضرتؐ کی پرستش کرتے ہیں۔ اور ایک یہ کہانی بھی وضع کر رکھی تھی کہ آنحضرتؐ نے ایک فاختہ کو سدھا رکھا تھا اور وہ آپ کے کان کے پاس آکر دانہ دنکا چگتی تھی اور آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو اس وہم میں مبتلا کر رکھا تھا کہ یہی وہ جبرئیل ہے جو آنحضرت کے پاس آسمانی وحی لاتا ہے۔ غرضیکہ اکثر پادریوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام سے متعلق ایک باقاعدہ مہم جاری کر رکھی تھی۔ اور رسول کریمؐ کے متعلق بہت سی خرافات پھیلا رکھی تھیں اور عام عیسائی لوگ ان کو درست سمجھتے تھے اور پیغمبر اسلام کے متعلق بدگمان رہتے تھے۔

لیکن مغرب کے علمی حلقوں میں بعض علماء ایسے بھی تھے جو پادریوں کے حلقۂ اثر سے آزاد تھے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی بدولت رسولؐ خدا کی سیرت کے صحیح خط و خال آخر کار رفتہ رفتہ اہل مغرب پر آشکارا ہوئے۔

جیسا کہ پروفیسر مارگولیتھ کہہ چکے ہیں، رسولِ خدا کے سیرت نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ لہٰذا ان سب کا بیان کرنا اس مختصر سے مقالہ میں محال ہے۔ اس لئے صرف چند ایک سربرآوردہ مصنّفین کے تذکرہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

ایڈورڈ پوکاک (Edward Pocock) آکسفورڈ یونیورسٹی میں عربی زبان کے پروفیسر تھے۔ اور وہ اپنا عہدہ سنبھالنے سے پہلے مشرقی ملکوں کا دو مرتبہ سفر کر چکے تھے اور عربی زبان پر کافی عبور رکھتے تھے۔ انہوں نے مشرق کی ایک تاریخ لکھی جو تمام تر عربی مصادر پر مبنی تھی اور اس کا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تاریخ میں اُن خرافات سے اجتناب کیا ہے، جو اِن کے زمانے میں عوام میں مشہور تھیں۔

پروفیسر پوکاک کا زمانہ سترھویں صدی کا ہے، اگلی صدی میں فرانس کے کاؤنٹ Boulaiwilliers نے Vice de mahomet کے عنوان سے لندن سے ۱۷۳۰ء میں رسول کریمؐ کی ایک سوانح عمری فرانسیسی زبان میں شائع کی۔ اس کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہوا کا رُخ بدل چکا ہے۔ کاؤنٹ موصوف نے آنحضرتؐ کے ساتھ اس حد تک انصاف کا حق ادا کیا ہے کہ اس کی تحریر میں حمایت اور مدافعت کا پہلو پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ کاؤنٹ مذکور لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ بیشک ایک بشر تھے لیکن وہ اس کے ساتھ خدا کا ایک معجزہ بھی تھے۔ جس نے جھوٹے معبودوں کو سرنگوں کیا اور اپنی قوم کو مہذّب بنایا، اور ایک ایسے مذہب کی بنیاد رکھی، جو عقلِ انسانی کے ساتھ عین مطابقت رکھتا ہے۔

ٹامس کارلائل (Thomas Carlyle) انیسویں صدی کا انگلستان کا ایک مشہور ادیب گذرا ہے۔ جس کا رسول کریمؐ کے خط و خال کا صحیح نقشہ کھینچنے اور بعض غلط تصوّرات کو دور کرانے میں بہت بڑا حصہ ہے۔ اس نے ۱۹۴۰ء میں لندن میں Heroes and Hero worship کے عنوان سے چند لیکچر دیئے تھے۔ ان کے متعلق قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ جب انبیاء کرام کا تذکرہ آیا تو کارلائل نے رسول کریمؐ کی ذات کو ایک مثالی ہیرو (hero) کے طور پر پیش کیا، اور اُن کے کردار کو واضح الفاظ میں سراہا۔ اس غیر متوقع انتخاب سے پادریوں کے حلقہ میں کھلبلی مچ گئی، کیونکہ یہ متعصب لوگ آج تک رسول پاکؐ کو

(نعوذ باللہ) A false Prophet کہتے چلے آئے تھے۔ ان کے علاوہ انگلستان کے عام ادیب بھی کارلائل کے انتخاب پر خاصے متعجب ہوئے، کیونکہ آج تک کسی انگریز ادیب نے آنحضرتؐ کو ایسا بلند مرتبہ نہیں دیا تھا۔

کارلائل نے اپنے خطبہ کی ابتداء اس نظریئے سے کی تھی کہ "That the Prophet Muhammad was perfectly sincere man" اس کے بعد کارلائل نے کہا کہ

It is incredible that a great man should be other than true. It seems to me the primary foundation of him. I should say that sincerity, a deep genuine sincerity is the first characteristic of all man who are in any way heroic. I would rather say that he cannot help being sincere. Such a man is what we call an original man. Throughout his life we find him an altogether solid genuine man, a sincere character yet amiable, cordial and a companionable man"

یہ پہلا موقع تھا کہ انگلستان کے ادبی پلیٹ فارم سے رسولِ خدا کی تحسین و آفرین میں نعرہ حق بلند ہوا۔

کارلائل نے رسولؐ خدا کے حق میں جو نعرہ بلند کیا تھا، اس سے یورپ کے حلقے بھی خاصے متاثر ہوئے، مثلاً جرمن مستشرق پروفیسر نولڈکے (Noeldoke) نے آنحضرتؐ کے بارے میں لکھا کہ جہاں تک انبیاء کا تعلق ہے، حضرت محمد (صلعم) سب سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ پروفیسر ممدوح کی یہ رائے ٹھوس تاریخی شواہد پر مبنی تھی بلکہ ان کے بعد ان کے صحابہ کرامؓ نے ایک ایسی سلطنت قائم کی جو وسعت اور عظمت میں اسکندر اعظم کی مملکت اور قیصر کی سلطنت دونوں سے بڑھ کر تھی۔ اس کے علاوہ اہل اسلام نے ایک اعلیٰ تمدن پیدا کیا، جس نے بہت سی اقوام عالم کو مہذب بنایا اور ان کو علوم و فنون کے خزانوں سے مالا مال کر دیا۔

انگریزی زبان میں سیرت پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سر ولیم میور (Sir William Muir)

کی لکھی ہوئی بیوگرافی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ کیونکہ انگریزی زبان میں ایسی مفصل بیوگرافی آج تک معرض تحریر میں نہیں آئی تھی۔ اس کے علاوہ یہ کتاب سراسر عربی مصادر پر مبنی تھی سر ولیم میور حکومت برطانیہ کی انڈین سول سروس کے ایک ممتاز رکن تھے۔ اور (Indian Penal Code) کا اردو ترجمہ "تعزیرات ہند" کے نام سے اُنہی کی نگرانی میں تیار ہوا تھا۔ اور قانونی اصطلاحات کے وضع کرنے میں حافظ نذیر احمد خان کا بڑا ہاتھ تھا۔ چنانچہ سر ولیم میور جب سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد سکاٹ لینڈ واپس گئے اور اڈنبرا یونیورسٹی کے ریکٹر (Rector) مقرر ہوئے، تو ان کی تحریک پر اڈنبرا یونیورسٹی نے حافظ نذیر احمد کو ایل ایل ڈی کی ڈگری دی۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اپنے علم و فضل کے باوجود ولیم میور کا انداز سیرت نگار کے لحاظ سے معاندانہ تھا اسی لئے سر سید احمد خان کو اس کا رد لکھنا پڑا۔ اور وہ اس تردید کو اتنا اشد ضروری سمجھتے تھے کہ انہوں نے انگلستان سے نواب محسن الملک کو لکھا" کہ مجھے ولیم میور کا رد چھپوانا ہے۔ اس کی طباعت کے اخراجات کے لئے میرا ذاتی مکان بیچ ڈالو بلکہ اگر ضرورت پڑے تو میرے گھر کے برتن بھی فروخت کر دو۔" بہر حال ولیم میور کی بیوگرافی کا رد "خطبات احمدیہ" کے نام سے چھپا اور ہمارے کتب خانوں میں اب بھی پایا جاتا ہے۔

ولیم میور کا انداز سراسر مخالفانہ ہے، اس کی تفصیل پیش کروں تو اس سے آپ کی دلخراشی ہوگی۔ صرف ایک زہریلے جملے کے نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں، ولیم میور اپنی کتاب کے خاتمہ پر لکھتا ہے کہ "The sword of Mohammad and the Kuran are the most fatal ene-mies of civilization 'Liberty and Truth, which the world has yet known".

ولیم میور کے بعد اب میں پروفیسر مارگولیتھ کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں، جس کا شمار اسلام کے بدترین دشمنوں میں ہوتا ہے۔ اس کی زہر چکانی اس لحاظ سے اور بھی خطرناک ہے۔ کہ وہ بظاہر عربی مصادر کو استعمال کرتا ہے اور ہر ایک بات کو بزعم خویش علمی رنگ میں پیش کرتا ہے لیکن سراسر فریب کاری اور تدلیس سے کام لیتا ہے۔ مارگولیتھ نے اس بیسویں صدی کی ابتداء میں رسول کریمؐ کی ایک بیوگرافی لکھی تھی جو (Heroes of the nations Series).

میں شائع ہوئی۔ لیکن اس کا طریق تحقیق عجیب ہے، وہ اپنے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ میں نے اس بیوگرافی کی تحریر سے پہلے امریکہ کے دو شخصوں کی زندگی کا مطالعہ کیا، جو اس بات کے مدعی تھے کہ ان پر آسمانی وحی نازل ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک (Mormon) بھی تھا۔ جو تعدد ازدواج کا حامی اور پیرکار تھا۔ بہرحال جو کتاب مارگولیتھ کے قلم سے نکلی، وہ آنحضرت کی بیوگرافی نہیں تھی بلکہ ہجو مسلسل تھی اور یہ رائے میری نہیں ہے بلکہ مشہور مورخ پروفیسر Toynbee کی ہے جو اس نے اپنی کتاب Acquaintences میں قلمبند کی ہے۔ ٹائن بی لکھتا ہے کہ جن دنوں یہ کتاب شائع ہوئی میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں طالب علم تھا، اور مارگولیتھ کی بیوگرافی کو نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ عربی ملکوں کے عیسائی طلبہ نے بھی ناپسند کیا تھا کیونکہ وہ اسے تمام مشرق پر ایک قسم کا حملہ تصوّر کرتے تھے۔ اور مشرقی اکابر کی توہین سمجھتے تھے اسی سلسلہ میں ٹائن بی نے ایک اور دلچسپ اور معنی خیز بات لکھی ہے، مجھے ایک مرتبہ مارگولیتھ نے خود بتایا تھا کہ میں ہر سال قرآن مجید کو ایک بار پڑھتا ہوں۔ کیونکہ جس شخص کو اسلام کا محققانہ مطالعہ مقصود ہو، اس پر قرآن کا پڑھنا لازم ہے۔ لیکن یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اس کی اصلی غرض و غائت اسلام کی تردید اور تنقیص تھی۔ اور مارگولیتھ کی یہ اسلام دشمنی موروثی تھی۔ وہ ایک قدیم یہودی خاندان سے تھا، لیکن اس کا باپ آبائی مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو گیا تھا۔

اب میں پادری لامینس (Pere Lamineus) کی طرف بھی اشارہ کرنا کرنا مناسب سمجھتا ہوں، لامینس یسوعی (Jesuit) فرقہ سے تعلق رکھتا تھا جو اپنے مذہبی تعصب بلکہ فریب کاری کے لئے خاصا بدنام ہے۔ لامینس نے پانچ چھ کتابیں فرانسیسی زبان میں لکھی تھیں اور اس کے متعدد آرٹیکل انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بھی موجود ہیں۔ لامینس خاص کر اہل بیت کا دشمن ہے اور ان کی مذمت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اُن کے مقابلہ میں وہ بنی امیہّ کا ثنا خواں ہے اور ان کی حقیقی یا فرضی خوبیوں کو کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈھ نکالتا ہے۔ چونکہ لامینس کی اسلام دشمنی مسلمہ تھی اس لئے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے نئے ایڈیشن سے اس کے لکھے ہوئے تمام آرٹیکل خارج کر دیئے گئے ہیں۔